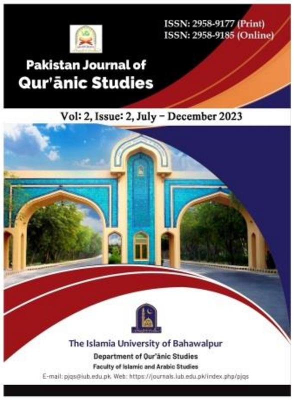

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol: 2, Issue: 2, July – December 2023, Page no. 18-36
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/163
Link:https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/2356
DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v2i2.2356
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title Ethical Aspects of Seerat al Nabi: Special Study the Sufi Books of the Subcontinent

Author (s):

Abdul Rehman
Ph. D Research Scholar, SZIC, University of the Punjab, Lahore

Prof. Dr. Muhammad Abdullah
Professor, SZIC, University of the Punjab, Lahore

Received on: 03 December, 2023
Accepted on: 20 December, 2023
Published on: 31 December, 2023

Citation: Abdul Rehman, and Prof. Dr. Muhammad Abdullah. 2023. “Ethical Aspects of Seerat Al Nabi: Special Study the Sufi Books of the Subcontinent”. *Pakistan Journal of Qur’ānic Studies* 2 (2):18-36. https://doi.org/10.52461/pjqs.v2i2.2356.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

سیرت النبی ﷺ کی اخلاقی جہات: صوفیائے برصغیر کی کتب کا اختصاصی مطالعہ

Ethical Aspects of Seerat al Nabi: Special Study the Sufi Books of the Subcontinent

Abdul Rehman
Ph. D Research Scholar, SZIC, University of the Punjab, Lahore
Email: abkamal375@gmail.com

Prof. Dr. Muhammad Abdullah
Director, SZIC, University of the Punjab, Lahore
Email: abdullah.szic@pu.edu.pk

Abstract

Literal meaning of Seerah deals with characteristics and the attributes of the person but the Seerah as term directly associated with the life of the Prophet (SAW) .His birth, bought up, adolsence, life before and after of Prophethood is discussed under the terminology of seerah. On this very topic the work done is massive and continued right throughout.The segment of the people kept doing all important work on this topic; the mystics are one of the key members. Particularly the mystics of the sub-continent used their Seerah writings as tool for the purification and nourishment of their disciples. Because the role of mystics has been very crucial and vital during the course of time in the context of social and religious reforms in the society of sub-continent. The books of these Sufis had covered almost all the important features and aspect of Seerah life of prophet (S.A.W) .In the writings of the Mystics of the sub-continent we have all the shades of writings like, prose and poetry .To use the poetry as way of Seerah writing was a unique thing and style which they adopted and adopted it quite brilliantly .So for the betterment and success of the society , we have to take the teachings and the writings of these Mystics as a guiding tools.I tend to do analytical and contextual study of the "Courtesy of The Prophet S.A.W in the light of Mystic Seerah writing" I am intending to do an analysis of narretation related to Courtesy by the mystic Seerah writers. Morover I shall scrutinize the authenticity of these narration in accordance with the orgnial sources of the Seerah. By doing so I want to map out the Perpetuality of Seerah in our social, economic, moral and psychological issues and also the way out provided by Seerah .And how the narratives of these mystics can be fruitful and helpful in this regards.

Keywords: Mystics, Narratives, Courtesy, Perpatuality, Seerah.

برصغیر کی تاریخ میں صوفیاء کرام نے اشاعت اسلام کے لئے اہم کردار ادا کیا جن میں چار سلاسل چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ نمایاں نظر آتے ہیں، جن کے اکابرین نے آپ ﷺ کی سیرت کے پہلو کو مختلف طریقوں سے پیش کیا ہے۔ صوفیاء نے آپ ﷺ کی ولادت و وصال، معجزات نبوی، مقام نبوت، شمائل نبویہ اور اخلاق و کردار کو ایک نئی جہت سے پیش کیا ہے۔ صوفیاء نے سیرت کے واقعات کو نہ صرف عہد رسالت کے تناظر میں دیکھا ہے بلکہ اس سے موجودہ دور کے معاشرتی مسائل کو حل کرنے میں بھی بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ صوفیاء نے واقعات سیرت کو علمی، عملی اور دعوتی انداز میں قلم بند کیا ہے اور صوفیائے برصغیر اپنے مکاتیب اور تحریرات میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کے تمام پہلوؤں کو اپنی تحریری کاوشوں کا حصہ بنایا ہے خصوصاً آپؐ کے اخلاق صوفیا اور تصوف کی کتب کا جزِلاینفک ہے۔ وانک لعل خلق عظیم،، کی عملی تصویر بن کر لوگوں کے اخلاق سنوارنے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ جب صوفیاء سیرت کے واقعات سے استفادہ کرتے ہیں تو اس سے سیرت کا ایک منفرد پہلو سامنے آتا ہے۔ عامۃ الناس کی ظاہری یا باطنی اصلاح اور تزکیہ نفس کے لیے اہل تصوف اطاعت نبوی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ برصغیر کی کتب تصوف میں اخلاقی مباحث بکثرت موجود ہیں۔

سیرت کی مختلف جہتوں میں سے ایک سیرت نگاری کی صوفیانہ جہت ہے جس پر برصغیر کے صوفیاء اور اولیاء کی خدمات قابل قدر ہیں۔ تصوف کا بنیادی مقصد معاشرے کی روحانی اصلاح ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے صوفیاء نے اپنے مکاتیب اور تصانیف میں سیرت کے واقعات سے استدلال کر کے معاشرتی رسم و رواج اور بدعات کی بیخ کنی کر کے احیاء سنت واتباع سنت کے لئے خوب جدوجہد کی ہے، اور ان کی ان کوششوں اور خدمات کے عملی اثرات معاشرے میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان شہرہ آفاق ہستیوں میں سید علی ہجویریؒ (م 1072ء)، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (م 1234ء)، خواجہ بختیار کاکیؒ (م 1235ء)، شیخ معین الدین اجمیریؒ چشتی (م 1236ء)، بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ (م 1262ء)، نظام الدین اولیاءؒ (م 1325ء)، مجدد الف ثانیؒ (م 1624ء)، عبد الحق محدث دہلویؒ (م 1642ء)، شاہ ولی اللہؒ (م 1762ء) اور مولانا اشرف تھانویؒ (م 1943ء) جیسے نام شامل ہیں، جنہوں نے اپنے قلم سے لوگوں کے اذہان و قلوب کو سیرت نبوی اور سنت سے روشناس کروایا ہے۔

حضرت شہاب الدین سہروردیؒ (1234ء) نے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں حضرت عائشہؓ کے اس قول کی وضاحت کی ہے اور پھر واقعہ شق صدر کو بھی بیان کیا ہے، آپ ﷺ کے اخلاق روحانی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ ﷺ کے فضائل و شمائل کو لطائف اشرفی میں تصوفانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ عوارف المعارف میں عارف سہروردیؒ صاحب نے آپ ﷺ کے بعض معمولات کا تذکرہ کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اتباع رسول کو بندے کے لئے اللہ تعالی سے محبت کی نشانی

قرار دیتے ہیں اور اس پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ذکر کے مختلف مدارج ہیں جن کی تکمیل اتباع رسول ﷺ سے وابستہ ہے۔([1])

صوفیاء کی کتب، مکاتیب اور تحریرات میں سیرت نبوی کی مباحث موجود ہیں اس مضمون کی تکمیل میں مندرجہ ذیل صوفیاء کی کتب سے استفادہ کیا جائے گا۔شہاب الدین سہروردیؒ، نظام الدین اولیاء، علی بن عثمان ہجویریؒ مزید حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی کتب سے اس مضمون کی تسوید کی جائے گی۔ عوارف المعارف میں اخلاقیات کے متعلق شہاب الدین سہروردی نے جزوی مباحث اور مستقل ابواب کی صورت میں بھی قلم بند کیا ہے پر تمام احباب کا تعارف کروانا ناممکن ہے لہٰذ کچھ ابواب میں سے سیرت کی مباحث کو قلمبند کیا جائے گا جیسا کہ باب نمبر 29،30 میں اخلاق کے مباحث کا ذکر ہے جیسا کہ اخلاق نبوی قرآن اور اخلاق نبوی کا مفہوم، خدائی اخلاق جیسی مباحث موجود ہیں-اسی طرح کشف المحجوب میں بھی سیرت سے متعلقہ مباحث موجود ہیں کیونکہ صاحب تصنیف نے اپنی ہر بات کو قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور اقوال سلف کے ساتھ قلم بند کیا ہے کتاب میں مندرجہ ذیل ابواب میں ابحاث موجود ہیں جیسا کہ باب فقر کے بیان میں، حقیقت رضا، حقیقت ایثار، حقیقت جود وسخا، آداب وغیرہ میں اخلاقی تعلیمات کو بیان کیا گیا ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں میں شعورِ نبوت ورسالت اور منصبِ رسالت کو اجاگر کیا جائے جس کے لیے صوفی ادب میں سے مباحث سیرت کا مطالعہ کرنا بھی انتہائی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اخلاقی مباحث؛تعارف

صوفیاء معاشرے کو محاسنِ اخلاق کی ذریعے ایک مثالی معاشرہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور برعکس اس کے رزائل اخلاق کو لوگوں کی زندگیوں سے محو کرکے معاشرتی برائیوں کو جڑ سے ختم کرتے ہیں تاکہ وہ معاشرہ اخلاق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا دلدادہ نظر آئے۔ صوفیا کی تحریرات اخلاقیات کی مباحث کا جزولازم ہیں۔ کتب تصوف مندرجہ ذیل اخلاقی مباحث سے بھرپور نظر آتی ہیں اس مضمون میں درج ذیل اخلاقی مباحث پر قلم کشائی کرنے کی سعی کی گئی ہے تاکہ صوفیا ادب میں بیان شدہ مباحث سیرت سے واقفیت ہوسکے اور مزید ان کے انداز واسلوب کو پہچانا جاسکے۔ صوفی کی زندگی میں اخلاق نبوی کی جھلک نظر آتی ہے وہ عفوودرگزر، ایفائے عہد، دوسروں کی عزت و تکریم کرنا، سادگی اور بے تکلفی، سخاوت، مدارات، تحمل وبردباری، شکر وصبر، ایثار، جود وسخا جیسی صفات کے حامل افراد کو معاشرے کے بہتری اور اصلاح کے لیے سود مند قرار دیتے ہیں، کیونکہ اخلاق

---

[1] شہاب الدین سہروردی، عمر، عوارف المعارف، مترجم: شمس بریلوی، (کراچی، مدینہ پبلیکیشنز، 1989ء)272

کی اصلاح اس وقت ہوتی ہے جب تزکیہ نفس ہو اور نفس کا تزکیہ اس وقت ہوتا ہے جب شریعت کی قیادت تسلیم کر لی جائے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ لایومن احدکم حتیٰ یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ[2] ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اس وقت مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشِ نفس ان احکام کے تابع نہ ہو جائے جن کو میں لے کر آیا ہوں۔

اخلاق کی وضاحت صوفیاء کی کتب کے تناظر میں:

صوفیاء نے اپنی زندگیوں کے ساتھ ساتھ اپنے ادبی سرمایہ کتب، رسائل، مکتوبات، اور ملفوظات میں اخلاق نبوی کی مباحث کو بیان کیا ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباسات اور مباحث اس بات پر شاہد ہیں۔ جیسا کہ عوارف المعارف کی ورق گردانی سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس کتاب میں سیرت کے کئی پہلوؤں پر بحث موجود ہے ہے جس کو صاحب کتاب نے اس میں انداز میں بیان کیا ہے ہے ان کا اسلوب بیان ایسا ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے نے صرف صوفیا کے اقوال اور اشارات سے اس کتاب کو زینت نہیں بخشی بلکہ اپنے دلائل کو قرآن آیات اور رسول صلی اللہ وسلم کی احادیث کے ساتھ بیان کیا ہے اور پھر اقوالِ سلف کا ذکر کر دیتے ہیں۔ شہاب الدین سہروردیؒ نے عوارف المعارف میں 29, 30ویں باب میں حضور اکرام کے اخلاق کے عنوان سے قلمبند کیا ہے اس میں سنت نبوی کی مضبوطی اور ایمان کی کی پاکیزگی اور نفس کی کی بالیدگی کے لیے اخلاق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصف ہونے کو ضروری قرار دیتے ہیں پھر اخلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قران حکیم اور احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ پھر اقوالِ سلف سے اخلاق کی وضاحت فرماتے ہیں۔ مثلاََ قرآن کریم میں ارشاد ہے: وانک لعلی خلق عظیم[3] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا آپ کا اخلاق قرآن کریم ہے حضرت قتادہ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ قرآن حکیم کے احکام پر عمل کرتے تھے جس کام سے خدا روکتا تھا اسے نہیں کرتے تھے۔ پھر انسان کی تخلیق کا تذکرہ کرتے ہوئے انسانوں کے مختلف مزاج ہوتے ہیں اور اسی سے اس کے اندر مختلف قسم کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ وہ برے اوصاف یا اچھے ہوں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت سے یہ شیطانی اثر زائل کر دیا گیا تھا1 اس ضمن میں آپ واقعہ شق صدر سے استدلال کرتے ہیں اور حضرت حلیمہ بنت حارث کی رویت کو بھی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

---

[2] نووی، محی الدین یحییٰ بن شرف، اربعین نووی، مترجم: مولانا محمد صدیق ہزاروی، (مانسہرہ، مکتبہ اسلامیہ 1979،)، 94

[3] القلم 4:68

اخلاق مصطفیؐ قرآن وحدیث سے استدلال :

واقعہ شق صدر سے استدلال کرتے ہوئے حضرت شیخ شہاب الدین نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ؛

واقعہ شق صدر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کے اثر کو زائل کر دیا گیا یا جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک دنیا کے بشری تقاضوں اور شیطانی کاموں سے پاک ہو گیا جس کی وجہ سے امت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال میں اور امت کے حال میں فرق ہو گیا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کی مضبوطی اور نفس کی پاکیزگی کے اور اس طرح کی کیفیت کے موقع پر مضبوطی دینے کے لیے کوئی نہ کوئی آیت نازل ہوتی تاکہ آپ کا دل کسی اضطراب کا شکار نہ ہو قرآنی آیات کا مختلف مواقع پر نازل ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن کریم سے اور مضبوط ہو گیا پھر اس بات کو لوگوں میں رائج کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہیں تاکہ امت بھی انہی اخلاق سے متصف ہو۔[4]

پھر اس حدیث کو بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا: بعثت الیکم لاتمم مکارم الاخلاق[5] ترجمہ: میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ شریفانہ اخلاق کی تکمیل کروں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ایک سو سے زیادہ اخلاق ہیں اگر وہ ان میں سے ایک بھی کسی کو عطا فرمائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا،،

اخلاق صوفیاء کے اقوال کی روشنی میں:

صوفیاء اخلاق نبویؐ کی عملی تصویر بنتے ہیں اور نفوسِ بشریہ کی اصلاح کے لیے اس پہلو کو خوب اجاگر کرتے ہیں شہاب الدین سہروردی اخلاقِ نبوی کا تزکرہ کرتے ہیں اور مندرجہ بالا احادیث کو بیان کرنے کے بعد سلف کے اقوال سے اس کی توجیہ اس طرح فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے صفاتی اسماء اپنی مخلوق کو اس لیے ظاہر کیے ہیں وہ انہیں اس کی طرف دعوت دیتا ہے اور اگر وہ قوائے انسانی میں خداوندی اخلاق کو متصف ہونے کی صلاحیت ودیعت نہ رکھتا، تو وہ انہیں کی دعوت نہ دیتا۔ ایک دوسرا قول حضرت عائشہ کا کہ،، آپ کے اخلاق کا آئینہ قرآن ہے،، اس کی تشریح شہاب الدین سہروردی نے یوں کی ہے۔

اس میں بہت پوشیدہ راز مضمر ہیں اور اخلاق ربانیہ کی طرف مخفی اشارہ ہے انہیں بارگاہ الہی سے شرم محسوس ہوئی کہ وہ یہ کہیں کہ آپؐ خدا کے اخلاق سے متصف ہیں لہذا انہون نے یہ فرمادیا کہ آپؐ کے اخلاق کا آئینہ قرآن کریم ہے۔[6]

[4] عوارف المعارف، 265

[5] ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، السنن، کتاب البر والصلہ، باب حسن الخلق (بیروت، دارالعرب،، 1998)، حدیث 2399

شیخ واسطی فرماتے ہیں۔ خلق عظیم سے مراد یہ ہے کہ کسی سے نہ جھگڑا جائے اور نہ اس سے کوئی جھگڑے۔ حسین کا قول ہے کہ آپؐ کے اخلاق عظیم اس لیے تھے یہ مشاہدہ حق کی وجہ سے مخلوق کی بد سلوکی نے آپ پر کچھ اثر نہیں کیا گیا،، ابو سعید قریشی کا قول ہے کہ عظیم خدا کی ذات ہے اور اس کے اخلاق سخاوت کرم، در گزر، معافی اور احسان ہیں، آپ کے خلق عظیم ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہی چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پیوست کر دی گئی تھیں،، حضرت معین الدین چشتیؒ اہل سلوک کو صوری و معنوی اخلاق سے متصف ہونے کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ اخلاق کی تکمیل یہ کہ سالک شریعت کا پابند ہو۔ جب اس کی کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہو گی تو طریقیت کے مقام پر پہنچے گا۔ اس پر ثابت قدم رہے گا تو معرفت کا درجہ حاصل کرے گا اور جب اس پر پورا اترے گا تو حقیقت کا رتبہ پائے گا۔[7]

شاہ ولی اللہ نے اخلاق کو یوں بیان فرمایا ہے۔ حسنِ خلق اس ملکہ ء فاضلہ کو کہتے ہیں جس کی بدولت اسنان سے ایسے اعمال اور افعال صادر ہوں جو سماحت اور عدالت دونوں کے اقتضاء کو پورا کریں۔ تواضع اور انکساری، سخاوت اور فیاضی کو اپنانا ظلم و زیادتی حقد و کینہ، حسد اور غصہ سے اجتناب یہ سب سماحت کے اقتضاءت ہیں اور خویش و اقارب کے ساتھ اور باقی لوگوں سے حسنِ سلوک کرنا اور محتاجوں کی خبر گیری اور غم خواری یہ عدالت کے اقتضاءت ہیں۔ یہ بات ضرور ہے کہ شارع نے انسان کو ایجاب و تحریم کا جن اعمال کی بنیاد پر مکلف بنایا ہے وہ اعمال ہیں جن کی تحریک کی ان کے کیفیات کے ذریعے ہوتی ہے جو عالم آخرت میں نفس کے لیے مفید یا مضر ثابت ہو نگی۔[8] مزید فرماتے ہیں اس قسم کے اعمال میں دو طرح کی بحث کی جاتی ہیں۔ ایک ایسی تملیک ہے کہ وہ انسانی نفوس کو مہذب بنانے کا ذریعہ ہے اور اعمال سے جو ملکات فاضلہ مقصود ہیں ہیں ان تک نفس کو بچانے کا علم ہے اس کو علم الاحسان (علم الاخلاق) کہتے ہیں۔[9]

سید ہجویری نے کشف المحجوب میں اخلاق کی درج ذیل مباحث کو قلمبند کیا ہے مثلاً، اخلاق کی وضاحت فقر و غنا، رضا، صحبت اور ایثار، باطنی طہارت صحبت اور اس کے آداب، صحبت کی صورتیں، مختلف آداب معاشرت کو بیان کیا ہے۔ سید ہجویریؒ برصغیر میں تصوف کے اولین صوفیاء میں ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب کا منہج یہ رکھا ہے کہ پہلے قرآن و حدیث اور سیرتِ رسول ﷺ سے

---

[6]عوارف المعارف، 234

[7]چشتی، معین الدین، دلیل العارفین، مترجم مطیع الرحمن نقشبندی، (لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2013)، 405

[8] دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم مولانا عبد الرحیم (لاہور، قومی کتب خانہ، س۔ن،) 401، 402

[9]ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب، مترجم میاں طفیل محمد، (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز۔)، 89، 88

استشہاد کرتے ہیں۔ پھر اقوال سلف اور ذاتی مشاہدہ سے استدلال کر کے اپنا موقف پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ اخلاق کی بحث کو آپؒ نے یوں زیر بحث لائے ہیں۔

حضرت علی بن عثمان ہجویری نے اخلاق کے دو اجزاء بتائے ہیں:

خالق کے ساتھ اخلاق

مخلوق کے ساتھ اخلاق

1۔ خدا کے ساتھ اخلاق اور نیک ہوئی برتنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس کی رضا پر راضی ہوں اس فیصلے پر اسے شکایت نہ پیدا ہو اس کا ہر فیصلہ اسے بسر و چشم وبسر و تسلیم ہو۔

2۔ مخلوق کے ساتھ اخلاق اور نیک ہوئی کا یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ اس کے تعلق سے جو ذمہ داریاں اس پر عائد ہوتی ہیں ان کو خدا کے لئے اٹھائے اور خدا ہی کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے ان کو ادا کرے۔ پھر آپ نے حضرت مر تعش رحمہ اللہ کی اخلاق کی تعریف کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت مر تعش فرماتے ہیں ،، تصوف نیک خلق کا نام ہے اور آپ نے اخلاق کی اقسام بیان کی ہیں۔ ایک خدائے بزرگ وبرتر کے صاحب نے خلقی، ذرا کے تمام احکامات کو پورے خلوص کے ساتھ اور تابعداری کے ساتھ نبھانا ہے۔ دوسرے مخلوقات کے ساتھ نیک خلقی جس میں میں اپنے سے بڑے لوگوں کے ساتھ عزت اپنے سے چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور اپنے ہم مرتبہ لوگوں کے ساتھ برابری اور مساوات کرنا اور کسی کی امید نہ رکھنا ہے۔ تیسری قسم نئے خلقی کی یہ ہے کہ شیطان اور خواہشات نفسانی کی پیروی ہرگز نہ کی جائے۔

اخلاقِ نبویؐ کا تزکرہ اور اخلاقی تعلیمات:

خاتم النبینؐ کے اخلاق کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ آپ کا مخلوق کے ساتھ خوش اخلاقی کا رویہ تھا اور ان کے خالق کے ساتھ قلبی تعلق تھا۔ آپؐ کے اخلاق اتنے اعلیٰ تھے کہ تمام کائنات خالقِ کائنات کے مشاہدہ کے مقابلے میں ہیچ نظر آنے لگی تھی اور آپ کے اخلاق کو عظیم اس لئے فرمایا گیا کہ تمام شریفانہ اخلاق اس میں جمع ہوگئے تھے۔،،[10]

[10]عواف المعارف،260

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کی خوش اخلاقی کے متعلق یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔حضرت جابر کی روایت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے مجھے وہی شخص محبوب ہے اور قیامت کے دن وہی میرے سب سے قریب ہوگا جس کے اخلاق بہترین ہوں گے اور تم میں سے وہ اشخاص ناپسندیدہ ہیں اور وہ قیامت کے دن میری محفل سے زیادہ دور ہونگے جو بہت زیادہ زیادہ باتیں بناتے ہیں گلے پھاڑ پھاڑ کر لمبی گفتگو کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ متکبر بھی ہیں۔[11]

اسی بارے میں حضرت عائشہ کی روایت ہے جس میں شریفانہ اخلاق کی وضاحت فرماتی ہیں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شریفانہ ہلاک دس ہی ممکن ہیں یا اخلاق باپ میں موجود ہو اور بیٹے میں نہ ہو،بیٹے میں موجود ہواور باپ میں نہ ہو، غلام میں ہو آقا میں نہ ہوں ہو۔کیوں کہ جسے خدا چاہتا ہے اسے یہ سعادت عطا فرماتا ہے وہ دس اخلاق یہ ہیں: 1۔سچ بولنا 2۔دنیا سے قطعی نہ امید نہ ہونا 3۔اگر کسی کا پڑوسی اور اسکا بھوکا ہوں دوست تو پھر پیٹ بھر کر نہ کھائے۔ 4۔سائل پر بخشش کرنا 5۔احسانات کا بدلہ دینا 6۔امانت داری 7۔صلہ رحمی 8۔دوست کے حقوق ادا کرنا 9۔مہمان نوازی 10۔ان سب اخلاق کی بنیاد حیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تشریح کی ہے اس نے خلق کا مفہوم یہ ہے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ بھی کام کیا جائے اور لوگوں اذیت نہ پہنچائی جائے۔انه وصف حسن الخلق الوجه و بذل المعروف و كف الاذی[12] حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اخلاقی تعلیمات دیں انکی وضاحت بھی کرتے ہیں اورمزید دو اوراحادیث اخلاقِ نبی کے متعلق بیان فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شریفانہ اخلاق اور عمدہ آداب سے گھرا ہوا ہے۔[13]

صوفیاء کا اخلاق نبویؐ کی مباحث میں اسلوبِ بیان:

صوفیا کی امہات کتب اور معتبر تحریرات کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان میں سیرت کے کئی پہلوؤں پر بحث موجود ہیں۔ جن میں نے انہوں نے بڑا عمدہ اور دلکش انداز اختیار کیا ہے ان کا اسلوب بیان ایسا ہے کہ

[11] ایضاً

[12] جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب حسن الخلق، رقم الحدیث 2005

[13] عوارف المعارف، 257۔ 264

کسی بھی صوفی نے صرف غیر معتبر حکایات،اقوال اور اشارات سے اپنی کتب کو زینت نہیں بخشی بلکہ اپنے دلائل کو قرآن آیات ا ور حدیث نبوی کے ساتھ بیان کیا ہے اور پھر اقوالِ سلف کا ذکر کیا ہے۔ شہاب الدین سہر وردیؒ نے عوارف المعارف میں سیرت کی کئی مباحث کو بیان کیا ہے۔ باب،30 29 میں صوفیا کے اخلاق کے ضمن میں اخلاق نبوی کی تفصیل بیان کرتے ہیں تو بے شمار احادیث بیان کرتے ہیں مثلا: انک لعلی خلق عظیم وانک لعلی خلق عظیم[14] آیت کی تشریح میں حضرت عائشہ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپؐ کا اخلاق قرآن کریم ہے پھر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں پھر صوفیاء کے اقوال کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں شیخ وارثی فرماتے ہیں خلق عظیم کا مفہوم یہ ہے کہ نہ توکسی سے جھگڑا کیا جائے اور نہ اس سے کوئی جھگڑا کرے۔ آپؐ کے لیے جو خلق عظیم کا لفظ قرآن میں استعمال ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے باطن میں مشاہدہ حق کی حلاوت محسوس کرتے تھے اور آپ نے دوسرے پیغمبروں سے خدا کی نعمتوں کو قبول کرکے ان سے فائدہ اٹھایا۔، اسی کی مزید وضاحت حضرت جنید بغدادی کے اس قول سے فرماتے ہیں خلق عظیم میں چار اوصاف جمع ہوتے ہیں سخاوت،الفت، نصیحت شفقت۔[15]

مذکورہ اخلاق کی بحث میں بیان کردہ دلائل اس بات کی پہچان اور واقفیت کے لیے کافی ہیں کہ صوفیاء آپؐ کے اخلاق کو قرآن آیات اور احادیث سے بیان کرتے رہے ہیں اور سیرت النبی ﷺ کو عام سیرت نگاروں کے انداز سے مختلف، منفرد اور اچھوتے انداز میں بیان کرتے ہیں اور سیرت کے ہر واقعہ سے کوئی نہ کوئی سبق آموز اشارہ نکالتے ہیں۔اس نقطہ سے وہ سالکین کے نفوس کی اصلاح بھی کرتے ہیں تاکہ وہ اسوہ رسول ﷺ پر کاربند رہے۔

تواضع کا بیان:

سیرت کی اخلاقی مباحث میں تواضع کا وصف بھی بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔صوفیاء تواضع کو بھی اپنی کتب میں بیان کیا ہے اور اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے۔ سہروردیؒ نے تواضع کی بحث کو عوارف المعارف میں بیان کیا ہے اورآپؒ نے مندرجہ ذیل آیات اوراحادیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائی۔ حضرت انس سے روایت ہے۔رسول اللہ نے فرمایا :اللہ تعالی نے میری طرف یہ وحی نازل فرمائی تم تواضع کرو اور کوئی شخص دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ دوسری حدیث یہ بیان کی ؛حضرت شعیب رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تواضع کی بنیاد یہ ہے

[14] القلم 4:68

[15] عوارف المعارف،257- 261

کہ جس سے ملو اسے پہلے سلام کرو اور جو تمہیں سلام کرے اس کا جواب دو۔ محفل میں کم درجہ کی نشست کو پسند کرو اور یہ نہ چاہو کہ کوئی تمہاری تعریف و توصیف کرے یا تم پر احسان کرے۔[16] حدیث سے استدلال کرنے کے ساتھ صوفیاء اپنی بات کو مشائخ کے اقوال سے اپنے بیان کو مضبوط کرتے ہیں۔ تاکہ قولِ نبی اور عام بات کا قاری کو فہم اور ادراک ہو سکے۔ تواضع کو اپنانے اور اور تکبر کی مذمت کے بارے میں بھی قرآنی آیات احادیث استدلال کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:انه لا يحب المستكبرين[17] اللہ متکبروں کو پسند نہیں کرتا کیا جہنم متکبروں ٹھکانہ نہیں۔ حدیث قدسی ہے (قال الله عزوجل: الكبرياء ردائى، والعظمة ءازارى، فمن ناز عنى واحدا منهما قذفته فى النار)[18] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے ہے جس نے دونوں میں سے کوئی چیز واپس لینے کی کوشش کی میں اسے پاش کر دوں گا۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے تواضع کے بیان میں دو احادیث کا حوالہ پیش کیا ہے اور ایک سلف کا قول ذکر کر کے اس کی وضاحت فرمائی ہے اپ نے فرمایا کہ میں نے انیس الانس میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ جو کوئی کسی اہل دوزخ کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھے جو اہل دنیا کو یا مسلمانوں کے علاوہ کسی اور کو اگے بڑھ کر سلام کرے اور اس کو روا رکھے۔[19]

دوسری حدیث جو اپ نے نقل فرمائی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ ہمارے نزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دوست کوئی نہیں تھا جب ہم اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند فرماتے تھے اس کے بعد فرمایا کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف لے جاتے اور ان کو فرماتے کہ تم میرے آگے ہو کر چلو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبوہ کے درمیان چلتے تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو۔[20] آپؒ نے

---

[16] ایضا

[17] النحل 16 : 23

[18] ابوداود، سلمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، (بیروت، دار لکتب العلمیہ) رقم الحدیث، 4090

[19] عوارف المعارف 257- 259

[20] دہلوی، امیر خسرو، افضل الفوائد: ملفوظاتِ خواجہ نظام الدیں اولیاء، (لاہور، سجاد پبلشرز،)، 61

ایک سلف کے قول کو بھی بیان کیا ہے۔۔ حضرت خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو کوئی دنیا دار کی تعظیم بسبب اس کی دولت مندی کی کرتا ہے اس کا ثلث ایمان جاتا رہتا ہے۔۔[21]

ایثار و ہمدردی: اخلاقی اوصاف میں ایک وصف یہ بھی ہے کہ انسانوں میں ایثار و ہمدردی کا ہونا ضروری ہے۔ اپنی ضرورت کو دوسرں کے قربان کرنا مشکل کام ہے اور انسانیت کے ہمدردی کا جذبہ رکھنے سے بھی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے لہذا اس اخلاقی وصف کی بھی صوفیا نے تلقین کی ہے۔ نظام الدینؒ اس کو افضل الفوائد میں اس طرح قلمبند کیا ہے۔

ایثار اور ہمدردی کے اوصاف کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؒ صوفیا کے اقوال اور ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت نقل کی ہے رسول اللہ نے جنگ نضیر میں انصار سے کہا" اگر تم چاہو تو اپنے مال میں اور گھروں میں مہاجروں کو شریک کرلو اور اس مال غنیمت میں بھی ان کے شریک ہو جاؤ۔ اور اگر تم چاہو تمہارا مال اور تمہارے گھر تمہارے پاس رہیں مگر ہم تمہیں اس مالِ غنیمت میں سے کچھ نہیں گے،، انصار نے کہا ہم انہیں اپنے گھر اور مال میں شریک کریں گے۔ اس کے علاوہ مال غنیمت کا بھی ان کے حق میں ایثار کرتے ہیں۔ یعنی اس میں بھی ہم شریک نہیں ہوں گے،،[22]

اور پھر اس پر یہ آیت قرآنی "ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ،،[23] سے استدلال کیا ہے ہے اور اور پھر ایثار کا واقعہ جس میں انصاری صحابی کا واقعہ جس میں انہوں نے چراغ بجھا کر مہمان کی خدمت کی اس کو تفصیل سے ذکر کیا ہے اور پھر اور پھر اس پر پر مختلف واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔[24] ایثار، اسلامی اخوت ودو گزر شگفتہ روئی اور خندہ پیشانی، نرمی اور خوش اخلاقی کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہیں اور ہر اک عنوان پر آیات قرآن، احادیث، واقعات سیرت اور کہیں کسی صوفیا کا واقعہ بھی بیان کرتے ہیں۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب میں نے جنت میں اونچے محل دیکھے تو پوچھا یہ کس کے لیے ہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ شیخ فضیل کا قول ہے جو اں مروی یہ ہے کہ بھائیوں کی لغزشوں کو معاف کیا جائے۔ اسی طرح نہ شد و گفت روی اور خندہ پیشانی ہ سے لوگوں سے لوگوں میں ضروری ہے۔

---

[21] ایضاً

[22] عوارف المعارف، 272

[23] الحشر 59: 09

[24] عوارف المعارف، 265۔ 274

اور آپ اس پر قرآن کی اس آیت سے استشہاد کیا۔

وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرہ [25] ترجمہ: اس دن چہرے روشن ہنستے ہوئے اور خوش ہوں گے۔ بس اس آیت سے آپ نے یہ استدلال کیا ہے کہ وہ چہرے اس لئے روشن ہوں گے کہ وہ اللہ کی راہ میں بہت سے غبار آلودہ چکے تھے تھے لیکن نور کا چہرے پر ایسا ہی عکس پڑتا ہے جیسا کہ چراغ سے شیشے اور چراغ دان روشن ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک مقام لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور حسنِ سلوک کی تلقین کرتے ہیں اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الراحمون۔ یرحمھم الرحمن، اَرحموا اھل الارض یرحمکم من السماء [26] لوگوں پر رحم کرو تم پر رحم کیا جائے لوگوں کو معاف کیا جائے۔

اخوت:

دینی دوستوں کی باہمی محبت بارے میں آپؒ نے فرمایا اخوت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک نسبی اخوت، دوسری دینی اخوت اخوت کی ان دونوں انواع میں اخوت دینی مضبوط ہوتی ہے کیونکہ دینی بھائیوں کا رشتہ دنیا اور اخرت دونوں میں برقرار رہتا ہے پھر اپ نے قران کی اس آیت کا حوالہ پیش کیا آپ نے فرمایا۔ الاخلاّء یومیذٍ بعضھم لبعض عدوّ الّا المتقین [27] ترجمہ: دوستی جب جن کی فسق و فجور کی بنا پر ہوتی ہے کل قیامت کو سب اک دوسرے کے دشمن ہونگے۔ آپؒ نے اک شعر بھی ارشاد فرمایا: تر ادشمنا ایں دوستان۔۔۔ کہ یار در بادہ و بوستان۔ ترجمہ: یہ دوست تیرے دشمن ہیں جو محض شراب اور باغ و بوستان کے ساتھی ہیں۔ شیخ شہاب الدین مسلمانوں کو آپس میں اخوت اور محبت سے رہنے کا درس دیتے ہیں اور اس پر اس آپؒ نے کئی حدیث رسول ﷺ کو نقل کیا ہے آپؒ نے اخوت کے حقوق اور شرائط کو بیان کیا اور پانچ احادیث سے اور ایک شعر سے استدلال کیا ہے. ایک رویت یہ ہے کہ آپؒ نے ابن عمر کو دائیں بائیں منہ پھیرتے دیکھا تو دریافت فرمایا انھوں نے عرض کیا یا رسول ﷺ میں نے ایک آدمی کو بھائی بنایا تھا اسے تلاش کر رہا ہوں مگر وہ نظر نہیں آرہا، آپؒ نے فرمایا اے عبداللہ جب تم کسی

---

[25] عبس 80: 38

[26] ترمذی، رقم الحدیث 1924

[27] الزخرف، 67:43

کو بھائی بناؤ تو اس کے باپ کا نام اور اس کا گھر دریافت کر کیا کرو اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور اگر وہ کام میان مشاجول ہو تو اس مدد کرو۔[28]

خدمت خلق:

انسانیت کے کام آنا بھی ایک عظیم خلقی وصف ہے۔ آج کل دنیا میں لالچ اور ہوس فروغ پا رہا ہے اجس کا تزکرہ صوفیاء نے لو اور دو کے اصول کی نفی کرتے ہوئے انسانیت کی خدمت کا درس دیا ہے ان کے نزدیک انسانیت کی خدمت سے انسان کی عزت اور اس وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس بارے کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس اسلوب مین بیان کیا ہے۔ آپؒ پہلے قرآن سے استدلال ہوئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں جس میں حضرت داؤد کو اللہ تعالی نے فرمایا:

اے داؤد !جب تم میرے کسی طلبگار کو دیکھو کو دیکھو تو اس کے خادم بن جاؤ۔ پھر اس کے بعد خدمت کے فضائل متعلق احادیث کو ذکر کرتے ہیں خدمت کرنے والے متعلق حدیث نبوی بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرّ الظہران میں تشریف فرما تھے مجھے آپ کے پاس کھانا لایا گیا آپؐ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے فرمایا کھائیے، انہوں نے عرض کیا ہم روزہ دار ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اپنے ان ساتھیوں کے لئے کام کرو اور قریب آ کر کھاؤ،، یعنی تم روزہ رکھنے کی وجہ سے خدمت کرنے سے کمزور ہوگئے ہو۔ اس لیے تمہیں خدمت گار کی ضرورت ہے لہذا تم کھاؤ اور اپنے نفس کی خدمت کرو۔[29]

اسی طرح خدمت خلق کی فضیلت پر پر نفلی عبادت کو ترجیح دیتے ہوئے حضرت انس کی روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم میں سے کچھ روزہ دار تھے اور کچھ افراد نے روزہ نہیں رکھا تھا آخرکار ہم سخت گرمیوں کے دن میں ایک منزل پر پہنچے ہم میں سے کچھ لوگ اپنے ہاتھوں سے دھوپ کی آڑ کیے ہوئے تھے مگر اکثر حصہ اپنے کمبل کے ذریعے سایہ کر لیا تھا جو روزہ تھے سو گئے مگر بے روزہ دار افراد نے اٹھ کر خیمہ لگایا اونٹوں کو پانی پلایا اس پر رسولؐ نے فرمایا بے روزہ دار آج کا ثواب لے گئے،[30]

خدمت خلق باعث ثواب اور برکت کا ذریعہ:

---

[28] عوراف، 437

[29] عوارف المعارف، 131، 132

[30] عوارف المعارف،131۔133

صوفیاء خدمت خلق کو باعث برکت اور اور نیکی کی کی ذریعہ قرار دیتے ہیں نیک لوگوں کی خدمت انسانوں کے کو اللہ کے قریب کرنے کا زریعہ بھی ہے اس وصف کو اپنانے سے اوصاف حسنہ اور اچھے خصائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس ضمن میں شیخ شہاب الدین اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔رسول صلی وسلم کا ارشاد ہے۔ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں ہر ایک دوسرے سے اپنی بعض ضرورتیں پوری کرنا چاہتا ہے لہذا جو کوئی کسی کی ضرورت کی تکمیل کرے گا تو خدا بھی قیامت کے دن اس کی ضرورتوں کو پورا کرے گا،[31] .

حضرت نظام الدینؒ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ دوسرں کا کسی چیز سے منفعت پہنچانا بھی خدمت ہی ہے اور آپ نے سیرت سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ رسالت مآب اور علیہ السلام نے حضرت عمر کو کوئی چیز دی امیر المومنین عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس یہ چیز ہے آپ نے اسے اہل صفا میں سے کسی فقیر کو یا کسی اور کو مرحمت فرمادی حضرت مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر کوئی تمہیں بغیر مانگی کچھ دے تو لے لو کھاؤ بھی اور کسی اور کو صدقے کے طور پر بھی دے دو۔[32] حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ؛ قیامت کے بازار میں کوئی اسباب اس قدر قیمتی نہ ہو گا جس قدر دلوں کو راحت پہنچانا ہے۔[33] خدمت خلق اللہ کی قربت کا اور اپنی خامیوں اور نااہلیوں پر پردہ ڈالنے کا زریعہ بھی ہے اس کو جس مقام اور بلندی پر پہنچا ہوتا ہے خدمتِ انسانیت اس کو وہ مقام دلوا دیتی ہے۔

بیمار کی عیادت:

کسی کی عیادت اور تیمارداری کرنا ایک عمدہ اخلاقی خوبی ہے۔صوفیاء ایسے خصائل کو اپنانے کا درس دیتے ہیں بیمار کی عیادت اور بیمار پرسی کے بیان میں صاحب عوارف المعارف اس میں دو احادیث اور اقوالِ اکابر صوفیاء کا ذکر کیا ہے۔ جب کوئی بیمار کے پاس جائے تو اسے صدقہ دینے کی ترغیب دی ہے اس پر آپ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا؛صدقہ دینا صاحب صدقہ سے بلا کو دفع کرتا ہے اور اس کا ثواب بھی کم نہیں ہوتا اور غضبِ الٰہی فرو ہو جاتا ہے اور اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اللہ تعالی اس کا عوض بھی دیتا ہے۔ پھر آپؒ نے شیخ الاسلام فرید الحق کا قول نقل کرتے ہیں: کہ مال کو زکوۃ دے کر جمع کرو اور بیماری کو صدقہ دے کر رد کرو کیونکہ صدقی سے بہتر

---

[31] عوارف المعارف،149

[32] علاء الدین سنجری العروف خواجہ حسن دہلوی، فوائد الفواد، ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء، 263

[33] چشتی، یوسف سلیم پروفیسر، تاریخ تصوف، (لاہور، علماء اکیڈمی، 1979) 145

کوئی دوا نہیں۔ اسی طرح بیمار کی بیمار پرسی کرنے پر فضیلت اور ثواب ملتا ہے اس کے ضمن میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ جب کوئی بیمار پرسی کو جاتا ہے اللہ تعالی حکم دیتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں اور اس کے نامہ اعمال سے ستر ہزار برائیاں دور کی جائیں اور اللہ تعالی ہر قدم کے بدلہ میں اس کے نامہ اعمال میں ایک سال کی عبادت کا ثواب ثبت فرماتا ہے کہ جس نے دن کو روزہ رکھا ہو اور رات کی قیام میں گزاری ہو۔[34]

بوڑھوں، غلاموں، ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک:

رسول ﷺ کے ہر وصف کا صوفیاء اپنی کتب میں ذکر کیا ہے بڑوں سے حسن سلوک ہو، غلاموں کے حقوق کی بات ہو، ہمسایوں سے رویے کا بیان ہو کوئی پہلو بھی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ؛جو کوئی چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر اپنا مرتبہ جتلاتا ہے وہ ہم میں سے نہیں فرمایا رسول اللہ صلی وسلم جب کسی بڑے بوڑھے کو رستہ میں دیکھتے خواہ وہ مسلمان ہوتا یا یہود، اس کے سفید بالوں کی حرمت سے اس کے آگے ہو کر ہرگز نہیں چلتے تھے کہ جس میں نورِ خدا کا نشان ہوں اس سے آگے نہیں چلنا چاہیے۔ الشیب نوری ترجمہ: بڑھاپا میرا نور ہے۔ پھر توریت سے بھی اس کا استدلال کرتے ہوئے بھی بوڑھوں کی عزت و تکریم اور حسنِ سلوک کی وضاحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو بھی بوڑھوں کی عزت کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ انکی بے ادبی اور نافرمانی میں بے سکونی اور رحمت الٰہی سے دوری کا سبب ہے۔ آپؒ نے اس کے بعد دو واقعات سے استدلال کیا ہے۔[35]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرے کئی غلام ہیں ہر روز ان کے کس قدر گناہ معاف کر دیا کروں آپ نے فرمایا ان کے ستر گناہ معاف کر دیا کرو جب اک اوپر ستر ہوجائیں تو تدارک کرو۔[36]

ہمسائے کے حقوق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو تاکید کی مجھے گمان ہوا شاید ہمسایہ کو ہمسایہ کے مال سے میراث دیں گے پھر اس پر ایک واقعہ بیان کرتے ہیں پھر ایک حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان درست نہیں ہوتا ہے جب

[34] افضل الفواد، 38، 39

[35] افضل الفواد، 29،30

[36] ایضا 32، 33

تک یہ ہمسایہ اس سے پرامن ہو۔ پھر فرمایا جان لو ہمسایہ کا یہ ہے کہ وہ کر مانگے تو اسے کرے تو اگر اس نے کوئی حاجت ہو تو اس وقت رواں کرو اور جب بیمار ہو جائے تو اس کے گھر کو جاؤ اور جب اس کو مصیبت پہنچے تو اس کی تعزیت کرو اور کچھ بتاؤ اس کو کھلاؤ اور اگر وہ مر جائے تو اس کا اور اس کے ہمراہ جاؤ۔ہمسائے کے حقوق کی بارے میں ایک اور حدیث سے استدلال کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ ہمسایہ کو تکلیف نہ دے کیونکہ ہمسایہ کا حق اتنا ہے کہ جس قدر ماں باپ کا حق ہے۔[37] حضرت نظام الدین اولیاء ہمسایہ کے حقوق کو ان الفاظ میں قلمبند کیا ہے۔،، وہ قرض مانگے تو اس کو دو۔ اسکی ضرورت پوری کرو۔ بیماری میں اس کی عیادت کرو۔ مصیبت میں غم خواری کرو۔ اسکا انتقال ہو جائے تو نماز جنازہ پڑھو۔[38]

جود وسخاوت کا تذکرہ

انسان کے بنیادی اخلاق کے اندر جود وسخاوت کی بھی صفت کا پایا جانا ضروری ہے ہے لہذا صاحب کشف المحجوب نے اس پر بھی اپنی کتاب کے اندر ذکر کیا ہے۔ آپ نے سخاوت کا فائدہ یہ بیان کیا ہے اور حدیث رسول ﷺ کو بیان کیا ہے۔ سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے اور جنت اور لوگوں کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے۔ بخیل جنت سے دور اور دوزخ کے قریب ہے۔،،[39]

آپ نے سخی کی کی تعریف یہ کی ہے مومن کی سخی ہونا ہے اور سخوں کی عادت مال کو خرچ کرنا ہے آپ نے اس پر پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا غزوہ تبوک کے موقع پر اپنا پورا حصہ خدا کی راہ میں پیش کرنے کرنے کے واقعے کو بیان کیا ہے۔ ایک دوسری حدیث سخاوت کے متعلق یہ بیان کی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے دو پہاڑوں کے درمیان کی وادی میں جو بکریاں تھیں وہ اسے دے دیں، وہ اپنی قوم میں گیا اور کہنے لگا: تم سب مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد ﷺ اتنا زیادہ عا کرتے ہیں کہ اپنی تنگ دستی سے بھی نہیں ڈرتے۔ پھر آپ نے حضرت علی کا ایک شعر بھی اس سلسلے میں ذکر فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے۔ یعنی مجھ پر مال کی زکوۃ واجب نہیں ہوتی کیا سخیوں پر بھی ذکوۃ واجب ہوا کرتی ہے۔ پھر اس کی وضاحت فرمائی کہ چونکہ سخیوں کا سارا مال انے کے ساتھ ہی خرچ ہو

[37] ایضا

[38] ایضا

[39] ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ، جامع ترمذی، باب ماجاء فی السخاء، رقم الحدیث 1961

جاتا ہے تو ان کے ہاں اس کی نوبت ہی نہیں اتی کہ اتنا مال سال بھر ان کے پاس جمع رہے جس پر زکوۃ واجب ہو۔[40] سخاوت کے اوپر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث کا تذکرہ فرمایا ہے مگر یہاں دو احادیث کو بیان کیا جا رہا ہے۔ حضرت انس بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلم کی خدمت میں ایا اور اس وقت ایک جنگل جو دو پہاڑوں کے درمیان تھا سب بکریوں سے پر تھا اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھی اور اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب بکریاں اس شخص کو عطا فرمادی جب وہ شخص اپنی قوم کے پاس گیا تو اس نے کہا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اتنی بخشش کرتا ہے کہ اسے اپنے مفلس ہو جانے کا بھی خیال نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلم کے پاس حبشہ کے بادشاہ نے کستوری بطور ہدیہ بھیجیں اور آپ نے اسے اسی وقت لوگوں میں تقسیم فرمادی۔[41]

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا بحث کو ذیل کی سطور میں سمیٹتے ہوئے ان کا خلاصہ بیان کرتے ہیں: جو اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ صوفیاء نے قرآن و حدیث اوسیرت رسول کو ہمیشہ اپنی تعلیمات کا حصہ بنایا ہے صرف اقوالِ سلف یا حکایات پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ صوفیاء نے سیرت کے واقعات سے استشہاد کر کے کوئی نیا نکتہ سامنے لائے ہیں جس سے سیرت کی نئی جہت سامنے آئی ہے۔ اس میں مضمون میں بر صغیر کے اکابر صوفیاء کی کتب سے اخلاق مباحث کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں ان اخلاقی مباحث مثلا اخلاق کا معنی و مفہوم اور اخلاق رسولؐ، تواضع، اخوت، جود و سخا، ایثار و ہمدردی، بڑوں سے حسنِ سلوک اور خدمت خلق کی وضاحت کی گئی ہے اور ساتھ صوفیاء کے اندازِ و اسلوب کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور ان کا اسلوب بیان یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے زندگی کے ہر واقعہ سے موجودہ مسائل کو حل کرنے میں مدد لی جائے جس طرح صوفیاء نے اس کام کو انجام دیا ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث اور سیرت رسول ﷺ سے ہی استدلال اور استشہاد کیا ہے جن کو نگارشِ ھذا میں قلمبند کر دیا ہے۔ لہذا اگر اس دنیا میں اور آخرت میں فلاح و کامیاب کو اپنا مقدر دیکھنا ہے تو اپنی زندگی کو اسوہ رسول ﷺ کے مطابق ڈھالنا ہو گا اور اس کے لیے سیرت کے ہر واقعہ سے سبق سیکھنا ہو گا خصوصا آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ جس طرح صوفیاء نے خلق کو تصوف کا لازمی جز بنایا ہے آج کے اس دور میں ان اوصاف اور خصائل سے متصف ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ صوفیاء کا کہنا ہے کہ انسانوں میں تواضع ہو ان میں غرور اور تکبر نہیں نا ہو کیونکہ اس کا انسانوں میں پایا جانا خدا کو سخت ناپسند ہے۔ اور اس کے مقابلہ

---

[40] کشف المحجوب، 318-321

[41] ایضاً

میں عاجزی اور انکساری کو ترجیح دیتے ہیں دوسرا اخلاقی وصف جس کو کتب صوفیاء میں بیان کیا گیا ہے وہ ایثار و ہمدردی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم لوگوں کے دلوں میں محبت اور انسیت کو فروغ دے سکے ہیں اور معاشرے سے نفرت، حسد، کینہ اور بغض و عناد کو ختم کر سکتے ہیں کیونکہ رسولآخر الزماں ﷺ نے اس کے سبب سے ہی عرب کے پتھر دلوں کو نرم کیا تھا۔ اخوت، بیمار پرسی، اور بڑوں کا احترام اور حسن سلوک یہ بھی انسان کے اخلاق کی ترجمانی کرتے ہیں یہ کام نہ صرف دنیاوی اعتبار سے قابلِ قدر ہیں بلکہ اخروی کامیابی کے لیے بھی نجات دہندہ ہیں ایک اور وصف جس کی تلقین صوفیاء نے فرمائی ہے خدمتِ خلق ہے اللہ کے بندوں کے کام آنا، ان کے دکھوں میں شریک ہونا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، لوگوں کی حاجیات و ضروریات کو پورا کرنا خدمت خلق کہلاتا ہے صوفیاء نے اس کام کو انجام دینے کے لیے خانقاہیں قائم کیں اور صوفیاء نے اور ان کے مریدین نے خود اس کام کو کیا۔ خواجہ معین الدین فرماتے ہیں کہ،، عاجزوں کی فریادرسی، حاجت مندوں کی حاجت روائی، بھوکوں کو کھانا کھلانا، اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔